Lesson 4: Al-Anfal (Ayaat 59- 75):Day 15

سُوۡرَۃُ الۡاَنۡفَال کی تفسیر

پھر آگے فرمایا گیا کہ؛

اَلۡـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنۡکُمۡ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیۡکُمۡ ضَعۡفًا ؕ فَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ اَلۡفٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَیۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۶۶﴾

اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ تم میں کس قدر کمزوری ہے پس اگر تم سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (٦٦)

پچھلے دَور میں ایک مسلم دشمن سے مقابلے میں دس پر غالب آتا تھا۔ اَب وہ اوسط کم ہو گئی ہے۔ کمزوری آگئی ہے لیکن ابھی بھی ایک مسلمان دو پر غالب آسکتا ہے۔ اللہ نے تمھارے لئے آسانی کر دی ہے۔ کہ دس سے مقابلہ نہیں کرنا پڑے گا۔ صرف دو سے ہی کر لو تو کافی ہے۔

سادہ سی بات سمجھ لیں کہ جتنا مسلمان کے اندر ایمان ہو گا اُتنا ہی وہ بہادر ہو گا۔

اللہ کے نبیؐ کے زمانے کے لوگ ایک مسلمان دس سے مقابلہ کر لیتے تھے۔ بعد میں مشکلات کم ہو گئیں۔ اب ایک مسلمان دو کفار سے سے مقابلہ کر لے تو بڑی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دلا رہا ہے اور انہیں اطمینان دلا رہا ہے کہ وہ انہیں دشمنوں پر غالب کرے گا چاہے وہ ساز و سامان اور افرادی قوت میں زیادہ ہوں اور گو مسلمان بے سر و سامان اور مٹھی بھر ہوں۔

اب اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ آج سے ایک دو نسل پہلے بوڑھے لوگ کتنی محنت کرتے تھے۔ پہلی زندگی بہت مشکل تھی۔ آج کا نوجوان آسائشوں میں زندگی گزارتا ہے۔

جب تک ایمان زیادہ ہے تو انسان کے اندر ہمت رہے گی۔ جیسے ہی آپ کو محسوس ہو آپ تھک جاتی ہیں۔ قرآن کی کلاس میں جلدی پہنچ جائیں تازہ دم ہو جائیں گی۔ نیکیاں انسان کو طاقت اور توانائی دیتی ہیں۔ جیسے ہی سُستی محسوس ہو اُٹھ کر جائے نماز پر کھڑی ہو جائیں اور نماز پڑھیں۔

اگلی کچھ آیات غزوۂ بدر کے بعد کی صورتِ حال پر ہیں۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾

نبی (ﷺ) کو نہیں چاہیئے کہ اپنے ہاں قیدیوں کو رکھے یہاں تک کہ ملک میں خوب خونریزی کر لے تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے (٦٧)

غزوۂ بدر کے بعد کچھ جنگی قیدی بھی ہاتھ آئے۔ مالِ غنیمت تو مسلمانوں نے استعمال کر لیا لیکن قیدیوں کے بارے میں سوچ میں پڑ گئے۔

مسند امام احمد میں ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ لیا کہ اللہ نے انہیں تمہارے قبضے میں دے دیا ہے بتاؤ کیا ارادہ ہے؟ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ "ان کی گردنیں اڑا دی جائیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا پھر فرمایا: اللہ نے تمہارے بس میں کر دیا ہے

یہ کل تک تمہارے بھائی بند ہی تھے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اپنا جواب دوہرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر منہ پھیر لیا اور پھر وہی فرمایا اب کی دفعہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رائے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خطا سے درگزر فرمائیے اور انہیں فدیہ لے کر آزاد کیجئے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غم کے آثار جاتے رہے عفو عام کر دیا اور فدیہ لے کر سب کو آزاد کر دیا اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری۔

اللہ کے نبیؐ صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے تھے۔ وہ بہترین لیڈر تھے۔

اللہ کے نبیؐ دِل کے نرم تھے آپؐ کو فدیہ والی بات پسند آئی۔ تاکہ جو مال ملے وہ اسلام پر خرچ کر دیا جائے۔ کچھ لوگوں سے یہ فدیہ بھی لیا کہ کچھ لوگوں نے مدینہ کے لوگوں کو تعلیم دی۔ لیکن اللہ کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ کہ ہر دفعہ مال ہی کام نہیں آتا بعض اوقات دشمن کو سزا دینی ضروری ہوتی ہے۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾

اگر اللہ کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب ہوتا (٦٨)

اللہ نے مسلمانوں پر رحم فرمایا اور انہیں اس غلطی پر معاف فرما دیا۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾

پس جو مال تمہیں غنیمت میں حلال اور طیب ملا ہے اسے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (٦٩)

مسلمانوں پر مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔ یعنی یہ مال حلال ہے۔ استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے پانچ چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں مہینے بھر کے فاصلے تک میری مدد رعب سے کی گئی۔ میرے لیے پوری زمین مسجد پاکی اور نماز کی جگہ بنا دی گئی مجھ پر غنیمتیں حلال کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھیں، مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی ہر نبی خاصتہ اپنی قوم کی طرف ہی بھیجا جاتا تھا لیکن میں عام لوگوں کی طرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح بخاری:335)

امام قرطبی کی تفسیر؛ کہ مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے میں لگ گئے اور کئی دشمن بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ مسلمان کو ایمان کی بلندیوں پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ مال پر نظریں نہ لگاؤ۔ تم یہ دیکھو کہ اسلام کو کیسے فائدہ ہو گا۔

یہاں سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ اگر تم نے ان ستر کو نہ مارا تو آنے والے اُحد کے مقابلے میں وہ بڑی تیاری سے واپس آئے اور سترّ مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

اگر اللہ کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب ہوتا (۶۸)

یہ بات بھی فرما دی کہ اگر اللہ کی طرف سے یہ بات لکھی نہ ہوتی تو پھر تمہیں سزا ملتی۔

یہاں یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ یہ ایک اجتہادی غلطی تھی۔ اگر اللہ کا حکم واضع ہو اور مسلمان اُس کو نہ مانیں تو گناہ ہے۔ سخت سزا ملے گی۔ لیکن اگر معاملہ مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے۔ اُمتِ مسلمہ کے

عالم اور نیک لیڈر مل کر کوئی فیصلہ کر لیں تو انہیں ایک درجہ ثواب ملے گا۔ کیونکہ انہوں نے خوفِ خدا رکھتے ہوئے مشورے سے کام کیا۔ بے شک وہ کام غلط ہو جائے تو نیک نیتی کا ثواب مل جائے گا۔

اگر انہوں نے صحیح فیصلہ کیا تو پھر دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک صحیح نیت کا اور دوسرا صحیح فیصلے کا۔

اگر خوفِ خدا نہیں ہوتا تو پھر عذاب ملتا ہے۔

دوسری خاص بات یہ سمجھ لیں کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ اگر انسان سے کوئی غلطی ہو جائے تو توبہ استغفار کریں اور نیکیوں کے لئے دوبارہ کھڑے ہو جائیں۔ بعض اوقات انسان نیکیاں کر رہا ہوتا ہے۔ شیطان اُس کو غافل پا کر کوئی غلطی یا گناہ کروا دیتا ہے۔ پھر انسان کو افسوس اور پچھتاوے میں ڈال کر نیکیوں سے دُور کر دیتا ہے۔ اس لئے بہترین بات یہی ہے کہ جونہی غلطی ہو توبہ کریں اور نیکیاں کرنا شروع کر دیں۔ بیٹھ کر افسوس کرنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ دل سے شرمندہ ہوں لیکن نیکیوں پر استقامت سے جمے رہیں۔

خاص خیال رکھیں کہ آپ نیکیوں سے رُکنے نہ پائیں۔ بے شک کم کرتے ہیں۔ لیکن نیکیوں پر جمے رہیں۔ غلطی ہو جائے تو توبہ کر کے آگے بڑھ جائیں۔ غم نہ کریں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۷۰)

اے نبی! جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں اُن سے کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہیں بخشے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کو یا نبیؐ کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی یا محمدؐ نہیں فرمایا گیا۔
ہمیں بھی نبی پاکؐ کو احترام سے بلانا چاہیئے۔

نبی پاکؐ سے فرمایا گیا کہ اِن قیدیوں سے فرما دیں؛

"۔۔اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہیں بخشے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اللہ کے نام پر تم سے جو فدیہ جو مال لیا جا رہا ہے۔ غم نہ کرو۔ اللہ تمہیں اس سے بہتر عطا کرے گا۔ جب تم مسلمان ہو جاؤ گے تو آنے والے وقت میں تمہیں بہت کچھ ملنے والا ہے۔

ان قیدیوں میں عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے انہیں ایک انصاری نے گرفتار کیا تھا انصار کا خیال تھا کہ اسے قتل کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حال معلوم تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو مجھے اس خیال سے نیند نہیں آئی۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں انصار کے پاس جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انصار کے پاس آئے اور کہا "عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو " انہوں نے جواب دیا واللہ ہم اسے نہ چھوریں آپ نے فرمایا" گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اسی میں ہو؟ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اب انہیں لے جائیں ہم نے بخوشی چھوڑا۔ اب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ "عباس اب مسلمان ہو جاؤ واللہ تمہارے اسلام لانے سے مجھے اپنے باپ کے اسلام لانے سے بھی زیادہ خوشی ہو گی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اسلام لانے سے خوش ہو جائیں گے۔ "

عباسؓ مسلمان ہو چکے تھے لیکن ابھی ظاہر نہیں کیا تھا۔ اللہ کے نبیؐ کے چچا تھے۔ انہوں نے فرمایا میں تو مسلمان ہو چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ابھی تو فدیہ دو کیونکہ تم کافروں کے ساتھ جنگ میں آئے تھے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی کہ آپ کو اس سے بہتر بہت کچھ ملے گا۔ عباسؓ نے فرمایا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ فلاں مال جو تم نے زمین میں دبا کر چھپایا ہوُا ہے۔

عباسؓ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا کہ آپؐ سچے نبی ﷺ ہیں۔ یہ بات صرف مجھے اور میری بیوی کو معلوم تھی۔ پھر انہوں نے نہ صرف اپنا خود کا بلکہ اپنے بھتیجوں کو بھی فدیہ ادا کیا۔ آنے والے وقتوں میں اللہ نے اِن کو بہترین مال سے نوازا۔

اللہ کی راہ میں خرچ کر کے خود کو خوش قسمت سمجھیں۔ اللہ صرف اُسی کو موقع دیتا ہے جس سے راضی ہو۔ پھر اللہ اُس مال کو بڑھا چڑھا کر واپس کر دیتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوُا مال دنیا اور آخرت میں کئی گنا ہو کر واپس ملتا ہے۔

جتنا مال اُن کے پاس تھا وہ تو مالِ غنیمت بن گیا۔ فدیئے کے لئے پیچھے سے پیسہ منگوایا گیا۔

عباسؓ غزوۂ بدر میں مسلمان ہو گئے۔ لیکن ابھی تک مکہ میں جا کر ظاہر نہیں کیا۔ انہوں نے بہت لوگوں کو قرض دیا ہوُا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ اگر اسلام ظاہر کر دیا تو مکہ کے لوگ پیسہ واپس نہیں دیں گے۔ اور اللہ کے نبیؐ کو پتا چلا تو وہ یہ کہیں گے کہ پیسہ چھوڑو اور مدینہ کی طرف ہجرت کر لو۔

دیکھ لیں کہ کیسے مال کی محبت بعض اوقات انسان سے کیسے کام کرواتی ہے۔

پھر کئی سال گزر گئے۔ انسانی کمزوری کی بات ہو رہی تھی۔ پھر وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو گئے۔

مال کی محبت سے پناہ مانگیں۔ بہترین خرچ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہو گا۔

قریش نے فدیئے کی رقمیں دے کر اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا ہر ایک نے اپنے اپنے قیدی کی من مانی رقم وصول کی۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا بھی کہ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو مسلمان ہی تھا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے اسلام کا علم ہے اگر یہ تمہارا قول صحیح ہے تو اللہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا لیکن چونکہ احکام ظاہر پر ہیں اس لیئے آپ اپنا فدیہ ادا کیجئے بلکہ اپنے دونوں بھتیجوں کا بھی۔ نوفل بن حارث بن عبد المطلب کا اور عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب کا اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا جو بنو حارث بن فہر کے قبیلے سے ہے۔
انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تو اتنا مال نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور ام الفضل نے زمین میں دفنایا ہے اور تم نے کہا ہے کہ اگر اپنے اس سفر میں کامیاب رہا تو یہ مال بنو الفضل اور عبد اللہ اور قثم کا ہے؟ اب تو عباس رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ "واللہ میرے علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس مال کو بجز میرے اور ام الفضل کے کوئی نہیں جانتا۔ اچھا یوں کیجئے کہ میرے پاس سے بیس اوقیہ سونا آپ کے لشکریوں کو ملا ہے اسی کو میرا زر فدیہ سمجھ لیا جائے۔"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گز نہیں وہ مال تو ہمیں اللہ نے اپنے فضل سے دلوا ہی دیا۔ چنانچہ اب آپ نے اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں کا اور اپنے حلیف کا فدیہ اپنے پاس سے ادا کیا۔ اور اس بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اگر تم میں بھلائی ہے تو اللہ اس سے بہتر بدلہ دے گا۔
سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "اللہ کا یہ فرمان پورا اترا اور ان بیس اوقیہ کے بدلے مجھے اسلام میں اللہ نے بیس غلام دلوائے جو سب کے سب مالدار تھے ساتھ ہی مجھے اللہ عزوجل کی مغفرت کی بھی اُمید ہے۔"

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے میں نے اپنے اسلام کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور کہا کہ میرے بیس اوقیہ کا بدلہ مجھے دلوایئے جو مجھ سے لیے گئے ہیں۔" عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا الحمد اللہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے بدلے مجھے بیس غلام عطا فرمائے جو سب تاجر ہیں۔

" عباسؓ فرماتے تھے؛ ساری دنیا مل جانے سے بھی زیادہ خوشی مجھے اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے مجھ سے جو لیا گیا واللہ اس سے سو حصے زیادہ مجھے ملا۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے گناہ بھی دھل گئے۔"

اللہ کی راہ میں خوشی خوشی خرچ کیا کریں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم سے دین کے کام کروالے۔ آمین